نماز میں ہاتھ باندھنے کا مقام

از قلم:

محمد ذوالقرنین حنفی بریلوی

فہرستِ عنوانات

نماز میں ہاتھ باندھنے کا درست مقام

نماز میں مرد کے ہاتھ باندھنے کے مقام میں کچھ لوگوں میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے، بعض لوگوں کے نزدیک مرد نماز میں ہاتھ ناف کے اوپر یا ناف سے نیچے باندھ سکتا ہے، اور بعض لوگوں کے نزدیک مرد اور عورت دونوں ہی سینے پر ہاتھ باندھیں گے، اور یہ لوگ یہاں تک فتوے بازی کرتے ہیں کہ جو مرد سینے پر ہاتھ نہ باندھے اس کی نماز ہی درست نہیں۔

سب سے پہلے ہم نماز میں مرد کے لئے ہاتھ باندھنے کے مقام پر (یعنی ناف کے اوپر یا ناف کے نیچے) صحیح ترین دلائل بیان کریں گے اور پھر دوسرے حضرات کے دلائل نقل کر کے ان کا تحقیقی جائزہ لیں گے۔

امام ترمذیؒ اپنی جامع میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ

''حضرت ہلبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری امامت کرواتے تو اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑتے تھے (یعنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے)''۔

(جامع ترمذی حدیث نمبر 252)

اس روایت کو بیان کر کے امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ

''صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور ان کے بعد کے اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ آدمی نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے، اور بعض کی رائے ہے کہ انہیں ناف کے اوپر رکھے اور بعض کی رائے ہے کہ

انہیں ناف کے نیچے رکھے، ان کے نزدیک یہ سب جائز ہیں“۔

یہاں پر امام ترمذیؒ نے ہاتھ باندھنے پر صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور اہل علم کا موقف بیان کیا ہے کہ یہ ناف کے اوپر یا ناف سے نیچے باندھتے تھے، اور ان کے نزدیک یہ دونوں طریقے جائز ہیں۔

کتابی سکین:

۱۸۵ :بَابُ مَاجَاءَ فِيُ وَضْعِ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلٰوةِ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَاْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَغُطَيْفِ ابْنِ الْحَارِثِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ اَبُوْعِيْسٰى حَدِيْثُ هُلْبٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ يَرَوْنَ اَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَمِيْنَهُ عَلٰى شِمَالِهِ فِي الصَّلٰوةِ وَرَاٰى بَعْضُهُمْ اَنْ يَضَعَهُمَا فَوْقَ السُّرَّةِ وَرَاٰى بَعْضُهُمْ اَنْ يَضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ وَكُلُّ ذٰلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ وَاسْمُ هُلْبٍ يَزِيْدُ بْنُ قُنَافَةَ الطَّائِيُّ۔

۱۸۵: باب نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا جائے

قبیصہ بن ہلب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری امامت کرتے اور اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ سے پکڑتے تھے۔ اس باب میں وائل بن حجرؓ، غطیف بن حارثؓ، ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ اور سہل بن سہلؓ سے بھی روایت ہے۔ امام ابوعیسٰی ترمذیؒ کہتے ہیں کہ ہلب کی مروی حدیث حسن ہے۔ اسی پر عمل ہے صحابہؓ وتابعینؒ اور ان کے بعد کے اہل علم کا کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا جائے بعض کہتے ہیں کہ ہاتھ کو ناف کے اوپر باندھے اور بعض کہتے ہیں کہ ناف کے نیچے باندھے اور یہ سب جائز ہے ان کے نزدیک اور ہلب کا نام یزید بن قنافہ طائی ہے۔

اب یہاں پر صحابہ کرامؓ اور تابعین سے ہاتھ باندھنے پر دو مقام ہی ثابت ہیں، ایک ناف کے اوپر دوسرا ناف کے نیچے۔ اگر امام ترمذی کو کوئی تیسرا مقام (یعنی سینے پر ہاتھ باندھنا) نظر آتا تو وہ اسے بھی نقل کرتے لیکن انھوں نے ایسا کوئی طریقہ نقل نہیں کیا جو کہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور دوسرے اہل علم میں سے کوئی بھی سینے پر ہاتھ باندھتا ہی نہیں تھا۔

اب ہم دوسری دلیل کی طرف آتے ہیں۔

دوسری دلیل بخاری کی حدیث ہے۔

حدیث کچھ یوں ہے

’’حضرت سہل بن سعدؓ نے بیان فرمایا لوگوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلائی (ذراعہ) پر رکھے‘‘۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر 740)

کتابی سکین:

(۸۷) بَابُ وَضْعِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ

٧٤٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ. قَالَ أَبُوحَازِمٍ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يَنْمِي ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ: يُنْمٰى ذٰلِكَ، وَلَمْ يَقُلْ: يَنْمِي.

باب: 87- نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنا

[740] حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھے۔ ابوحازم راوی نے کہا کہ وہ (حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ) اس حکم کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ (ایک اور راویٔ حدیث) اسماعیل کہتے ہیں کہ یہ حکم منسوب کیا جاتا تھا، یہ الفاظ نہیں کہے کہ وہ اس حکم کو منسوب کرتے تھے۔

اب کچھ وہابی یہ اعتراض کریں گے کہ یہ حدیث ناف پر ہاتھ باندھنے کی دلیل نہیں بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی دلیل ہے، کیونکہ وہابی اس روایت کی غلط تاویل کر کے اس کو سینے پر ہاتھ باندھنے کی دلیل

کہتے ہیں، جو کہ بلکل غلط ہے کیونکہ جب بندہ کلائی پر ہاتھ باندھتا ہے تو اس کے ہاتھ ناف کے بلکل اوپر آجاتے ہیں، اس کو سمجھنے کے لئے ہمیں لفظ کلائی پر جانا ہوگا کہ کلائی کون سا مقام ہے۔

لغت میں کلائی ''ہاتھ اور کہنی کے درمیان'' کے حصے کو کہتے ہیں۔

(فیروز اللغت، ک۔ل، صفحہ نمبر 1021)

کتابی سکین:

کلائی ۔ (کَ ۔ لا ۔ اِیْ) [ہ ۔ ا ۔ مث] (۱) ساعد ۔ پہنچا ۔ ہاتھ اور کہنی کا درمیانی حصّہ ۔ (۲) قلعی ۔ دق)

اب ہم ہاتھ اور کہنی کے درمیانی حصے کی طرف چلتے ہیں کہ یہاں ہاتھ باندھنے سے کیا ہاتھ سینے پر پہنچتے ہیں یا ناف تک ہی رہتے ہیں؟

ہاتھوں کو کلائی پر باندھنا:

جیسا کہ آپ نے دیکھا ہاتھوں کو کلائی پر باندھنے سے ہاتھ سینے پر نہیں پہنچ سکتے بلکہ ناف کے بلکل اوپر ہی رہتے ہیں۔

اب ہم زرا دیکھتے ہیں کہ وہابی نماز میں ہاتھوں کو سینے پر کیسے پہنچاتے ہیں۔

نمبر۲:

وہابی اس طرح سے نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں، کوئی وہابی ہمیں ان دو فوٹوز میں ہاتھوں کو کلائی پر ثابت کر دے کہ انہوں نے ہاتھ کو کلائی پر بادھا ہے۔

یہ ہاتھوں کو کلائی پر نہیں باندھتے بلکہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کے اوپر رکھ کر ''زبردستی'' سینے پر رکھتے ہیں۔ اور اوپر لگائی گئی فوٹوز میں دونوں میں سے ایک بھی کلائی کی شرط پر پورا نہیں اتر رہا۔ اور نہ ہی یہ نماز میں سکون کرنے کی حدیث پر عمل کرتے ہیں، کیونکہ نماز میں سکون کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ یہ زبردستی ہاتھوں کو اوپر لے جاتے ہیں۔

آپ سب خود بھی ایک ہاتھ کو دوسرے کی کلائی پر رکھ کر مشاہدہ کیجیے گا کہ ہاتھ کس جگہ پر آتے ہیں، میں خود نماز میں ہاتھ کو کلائی پر رکھتا ہوں لیکن میرے ہاتھ ناف کے بلکل اوپر رہتے ہیں۔

اب جیسا کہ ہم بخاری کی حدیث سے بھی ہاتھوں کو ناف کے اوپر باندھنا ثابت کر چکے ہیں، تو اب ہم باقی روایات کی طرف چلتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں ''صحیح سند'' کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں کہ
''حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے گا''۔

(مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر 3960)

کتابی سکین:

(٣٩٦٠) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ رَبِيعٍ ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ ، عَنْ إبْرَاهِيمَ ، قَالَ :يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلاَةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

(٣٩٦٠) حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے گا۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ ایک عظیم تابعی ہیں، اوران کی روایت کا وہابیوں کے پاس کوئی علمی رد نہیں کیونکہ یہ روایت بلکل ''صحیح سند'' کے ساتھ ہے۔ وہابیوں کے پاس بس ایک ہی جواب ہے ''ہم نہیں مانیں گے''۔

ایک اور ''صحیح السند'' روایت ہے کہ

حضرت ابومجلزؒ (لاحق بن حمیدؒ) سے سوال ہوا کہ نماز میں ہاتھ کس جگہ پر باندھیں جائیں؟ تو آپ نے

فرمایا کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے پچھلے حصے پر رکھو اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر 3963)

کتابی سکین:

(٣٩٦٣) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، قَالَ :أَخْبَرَنَا الحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ ، أَوْ سَأَلْتُهُ ، قَالَ : قُلْتُ : كَيْفَ أَصْنَعُ ؟ قَالَ :يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِينِهِ عَلَى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ ، وَيَجْعَلُهَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ.

(٣٩٦٣) حضرت حجاج بن حسان کہتے ہیں کہ میں نے ابو مجلز سے سوال کیا کہ میں نماز میں کس طرح ہاتھ باندھوں؟ انہوں نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے پچھلے حصے پر رکھو اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھو۔

ایک اور تابعی حضرت ابو مجلز بھی یہی فرماتے ہیں کہ نماز میں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھا جائے۔ اور وہابیوں کے پاس اس کا بھی صرف ایک ہی جواب ہے کہ "ہم نہیں مانیں گے"۔

اب ہم امام اسحاق بن راھویہؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

امام اسحاقؒ حضرت علیؓ سے مروی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایت کے بارے میں کہتے ہیں کہ "(نماز میں ہاتھوں کو) ناف کے نیچے باندھنا حدیث میں سب سے قوی ہے، اور یہ عاجزی کے قریب تر ہے"۔

(مسائل امام احمد واسحاق، کتاب الصلاۃ روایت نمبر 216)

حضرت علی سے مروی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایت سنن ابوداؤد، میں روایت نمبر 756 پر ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے، لیکن امام اسحاق کا قول بلکل صحیح ہے اور ان کے نزدیک نماز میں ناف کے

نیچے ہاتھ باندھنا قوی ہے اور روایات سے ثابت ہے۔

امام اسحاق کے قول کا کتابی سکین:

قال إسحاق : كما قال تحت السرة أقوى في الحديث وأقرب إلى التواضع.

حضرت علیؓ سے نماز میں ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کی صحیح روایت مروی ہے

روایت ہے کہ "حضرت جریرضبی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ، وہ اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کا پہنچا (کلائی) پکڑے ہوئے ناف کے اوپر رکھے ہوئے تھے"۔

(سنن ابوداؤد حدیث نمبر 757)

کتابی سکین:

٧٥٧- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ قُدَامَةَ بنِ أَعْيَنَ عن أبي بَدْرٍ، عن أبي طَالُوتَ عَبْدِ السَّلَام، عن ابنِ جَرِيرِ الضَّبِّيِّ، عن أَبِيهِ قال: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ يُمْسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ.

اب ہم حضرت علیؓ سے ایک اور دلیل ''صحیح سند'' کے ساتھ لگائیں گے کہ مرد نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے گا۔

روایت ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

''حضرت عقبہ بن صہبانؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت علیؓ کو اللہ کے فرمان (فصل لربک والنحر) کی تفسیر میں فرماتے ہوئے سنا اس سے مراد ہے کہ (نماز میں) دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے''۔

(التمھید ابن عبد البر جلد 20 صفحہ نمبر 78)

کتابی سکین:

ذكر الأثرم قال حدثنا أبو الوليد الطيالسي، قال حدثنا حماد بن سلمة، عن عاصم الجحدري، عن عقبة بن صهبان، سمع عليا يقول في قول الله عز وجل: ﴿فصل لربك وانحر﴾ قال: وضع اليمنى على اليسرى تحت السرة[42].

اس پر وہابی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ روایت اس وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ حضرت علیؓ سے اسی آیت کی تفسیر میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت منقول ہے۔

تو ہم جاننا چاہتے ہیں کہ دنیا میں ایسا کون سا اصولِ حدیث موجود ہے کہ کسی ایک روایت کو بیان کرنے والا اگر دوسری روایت بیان کر دے تو پہلی ضعیف ہو جاتی ہے؟

اور حضرت علیؓ سے سینے پر ہاتھ باندھنے کی جو روایت منقول ہے ہم اس کی حقیقت آگے بیان کریں گے۔

اب ہم وہابیوں کے سب سے بڑے امام ''محمد بن عبدالوہاب نجدی'' کی طرف چلتے ہیں، کہ وہ کیا لکھتا ہے کہ مرد نماز میں کہاں پر ہاتھ باندھے گا۔

محمد بن عبدالوہاب اپنی تالیف ''مختصر زادالمعاد'' میں لکھتا ہے کہ:

''(نماز میں) دونوں ہاتھوں کے رکھنے کی جگہ کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں لیکن ابوداؤد نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ: سنت یہ ہے کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھا جائے''۔

(مختصر زادالمعاد صفحہ نمبر 19,20)

کتابی سکین:

مختصر
زاد المعاد
للامام ابن القیم الجوزیہ
تالیف: شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب
ترجمہ: ڈاکٹر مقتدیٰ حسن الازہری
ناشر: الدار السلفیہ

۴۔ فصل

نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ

تکبیر تحریمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ اکبر کہتے تھے، اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں پھیلا کر ان کو قبلہ کی طرف کر کے کان کی لو یا مونڈھے تک اٹھاتے تھے، پھر دائیں ہاتھ کو بائیں پر کلائی اور بازو کے اوپر رکھ لیتے تھے۔ دونوں ہاتھوں کے رکھنے کی جگہ کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں لیکن ابوداؤد نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ "سنت یہ ہے کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھا جائے"

آپ نے یہاں تک نماز میں ہاتھوں کو ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر باندھنے کے مضبوط ترین دلائل ملاحظہ فرمائے، اب ہم وہابیوں کے دلائل کی طرف بڑھتے ہیں کہ وہابی سینے پر ہاتھ باندھنے پر کون کون سے دلائل دیتے ہیں۔

سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایات

اب ہم وہابیوں کی طرف سے پیش کی جانے والی سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایات بیان کریں گے کہ وہ کس کس روایت سے نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کو ثابت کرتے ہیں۔

سب سے پہلے اگر صحاح ستہ کی بات کی جائے تو اس میں صرف ابوداؤد میں سینے پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ کے ساتھ روایت موجود ہے۔

روایت یوں ہے کہ:

''حضرت طاؤسؒ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نماز کے دوران اپنا دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھتے اور انہیں سینے پر باندھا کرتے تھے''۔

(سنن ابوداؤد حدیث نمبر 759)

کتابی سکین:

۷۵۹- [حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ: حدثنا الْهَيْثَمُ يَعْني ابنَ حُمَيْدٍ، عن ثَوْرٍ، عن سُلَيْمانَ بنِ مُوسَى، عن طَاوُسٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ في الصَّلَاةِ].

۷۵۹- جناب طاؤس (بن کیسان یمانی، تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے دوران میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھتے اور انہیں اپنے سینے پر باندھا کرتے تھے۔

اب ہم وہابیوں کی طرف سے سینے پر ہاتھ باندھنے کے بارے میں بیان کی جانے والی دوسری روایت بیان کرتے ہیں۔

روایت کچھ یوں ہے کہ:

”حضرت وائل بن حجرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، اور آپ نے اپنا دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لیے“۔

(صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر 479)

کتابی سکین:

٤٧٩ - أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى ، نَا مُؤَمَّلٌ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ............

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلَى صَدْرِهِ.

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور آپ نے اپنا دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔“

سینے پر ہاتھ باندھنے کی تیسری روایت کچھ یوں ہے کہ:

”عقبہ بن صہبان سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے (فصل لربک وانحر) کے بارے میں فرمایا کہ اس کا معنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے وسط پر رکھ کر ان دونوں کو سینے پر رکھنا ہے“۔

(سنن الکبریٰ بیہقی حدیث نمبر 2337)

کتابی سکین:

(۲۳۳۷) أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ: أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ الْفَقِيهُ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ حَيَّانَ أَبُو الشَّيْخِ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَرِيشِ الْكِلاَبِىُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْجَحْدَرِىُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ كَذَا قَالَ إِنَّ عَلِيًّا رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِى هَذِهِ الآيَةِ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [الكوثر: ۲] قَالَ: وَضْعُ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى وَسْطِ يَدِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ وَضْعُهُمَا عَلَى صَدْرِهِ.

(۲۳۳۷) عقبہ بن صہبان سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [الکوثر: ۲] ''پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر'' کے بارے میں فرمایا کہ اس کا معنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے وسط پر رکھ کر ان دونوں کو سینے پر رکھنا ہے۔

سینے پر ہاتھ باندھنے کی چوتھی دلیل اسی گزشتہ روایت سے اگلی روایت ہے:

روایت کچھ یوں ہے کہ:

''عاصم احوال ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اور وہ (شخص) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اِسی طرح روایت کرتے ہیں (یعنی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سینے پر ہاتھ باندھنا روایت کرتے ہیں)''۔

(سنن الکبریٰ بیہقی حدیث نمبر 2338)

کتابی سکین:

(۲۳۳۸) وَقَالَ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْحَرِيشِ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَنَسٍ مِثْلَهُ أَوْ قَالَ عَنِ النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم-.

(۲۳۳۸) عاصم احول ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اور وہ انس رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

تو یہ تھے وہابیوں کے وہ دلائل جن کو بنیاد بنا کر وہابی نماز میں ہاتھ سینے پر باندھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

اب ہم ان تمام دلائل کا تحقیقی جائزہ لیں گے کہ ان دلائل کی اسنادی حیثیت کیا ہے، کہ آیا یہ قابلِ استدلال ہیں یا نہیں؟

سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایات کا تحقیقی جائزہ

اب ہم اوپر بیان کردہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایات کا تحقیقی جائزہ لیں گے۔۔

پہلی روایت جو کہ حضرت طاؤسؒ سے مروی ہے۔

''حضرت طاؤسؒ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نماز کے دوران اپنا دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھتے اور انہیں سینے پر باندھا کرتے تھے''۔

(سنن ابوداؤد حدیث نمبر 759)

سند:

''حدثنا ابوتوبۃ، حدثنا ھیثم بن حمید، عن ثور، عن سلیمان بن موسیٰ، عن طاؤس بن کیسان''۔

علت:

اول تو اس کی سند کے دو راویوں (ہیثم بن حمید اور سلیمان بن، موسیٰ) پر ہلکی پھلکی جرح ہے لیکن یہ راوی صدوق ہیں، اس لئے ہم اس کو علت میں شامل نہیں کریں گے۔ اس کی اصل علت اس روایت کا مرسل ہونا ہے، کیونکہ طاؤس بن کیسانؒ تابعی ہیں اور وہ بلا واسطہ نبی ﷺ سے روایت بیان کررہے ہیں۔ سبھی اہل علم جانتے ہی ہیں کہ حضرت طاؤس تابعی ہیں لیکن میں پھر بھی تقریب التھذیب سے ان کے تابعی ہونے کا ثبوت پیش کردیتا ہوں۔

کتابی سکین:

۳۰۰۹۔ع۔طاؤس بن کیسان یمانی ابو عبدالرحمن حمیری ''ولاء کی وجہ سے ہے'' فارسی:

کہا جاتا ہے کہ اس کا نام ذکوان ہے اور طاوس لقب ہے، تیسرے طبقہ کا ''ثقہ فقیہ فاضل'' راوی ہے ۱۰۶ھ میں فوت ہوا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے بعد ہوا۔

(۳) الطبقة الوسطى من التابعين: جیسے حسن بصری رحمہ اللہ اور محمد بن سیرین رحمہ اللہ۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے حضرت طاؤس کو تابعین کے طبقے میں شمار کیا ہے۔ تو جب حضرت طاؤس کا سماع ہی نبی ﷺ سے ثابت نہیں تو وہ بلا واسطہ نبی ﷺ کا عمل کیسے بیان کر سکتے ہیں؟

تو ثابت ہوا کہ یہ روایت مرسل ہے، اب میں مرسل کی تعریف اور اس کا حکم بھی وہابیوں کے بیان کردہ اصولِ حدیث سے لگا دیتا ہوں تا کہ ہم سے کوئی شکوہ باقی نہ رہے کہ اصول نہیں بیان کئے۔

کتابی سکین:

حدیث ضعیف کی اقسام

① مرسل

حدیث مرسل کی مشہور تعریف یہ ہے:

''مرسل وہ حدیث ہے جس سے صحابی کا نام ساقط ہو گیا ہو۔''

مثلاً نافع کہتے ہیں:

((قال رسول الله ﷺ كذا، اوفعل كذا، اوفعل بحضرته كذا))[1]

''آپ نے یوں فرمایا' یا یوں کہا' یا آپ کی موجودگی میں اس طرح کیا گیا''

حالانکہ نافع تابعی ہیں۔ گویا اس حدیث میں صحابی کا نام مذکور ہی نہیں۔

اس اعتبار سے مرسل حدیث مرفوع تابعی ہوتی ہے۔ خواہ تابعی چھوٹی عمر کا ہو یا بڑا ہو۔[2]

مرسل حدیث کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اتصال نہیں ہوتا۔ اس کو مرسل اس لئے کہتے ہیں کہ حدیث کا راوی اس کو مطلق (بلا قید) چھوڑ دیتا ہے اور اس صحابی کا ذکر نہیں کرتا جس نے اس کو نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

تو میں دکھا چکا کہ وہابیوں کے بیان کردہ اصولِ حدیث میں بھی مرسل روایت ضعیف ہوتی ہے۔اس لئے وہابی بھی اسے ضعیف مان لیں۔

حکم:

یہ حدیث مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

....

سینے پر ہاتھ باندھنے کی دوسری روایت:

روایت کچھ یوں ہے کہ:

''حضرت وائل بن حجرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی،اور آپ نے اپنا دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لیے''۔

(صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر 479)

سند:

''أخبرنا ابو طاہر، نا ابو بکر بن خزیمہ، نا ابو موسیٰ، نا مؤمل بن اسماعیل، نا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ، عن وائل بن حجر''۔

علت:

اس میں ایک علت تو اصولِ حدیث کے مطابق ہے اور ایک علت وہابیوں کے اصول پر ہے۔

وہابیوں کے اصول پر تو یہ علت ہے کہ سفیان مدلس ہے اور ''عن'' سے روایت کرر ہا ہے (سفیان عن عاصم

بن کلیب) وہابی، جامع ترمذی میں موجود حضرت عبداللہ بن مسعود کی ترک رفع یدین والی حدیث پر یہی جرح کرتے ہیں کہ یہاں سفیان مدلس ہے اور ''عن'' سے روایت کر رہا ہے۔

زبیر علی زئی امام یحییٰ بن معین کا قول نقل کر کے لکھتا ہے کہ:

''لہذا سفیان ثوریؒ (جو کہ ضعفاء اور مجاہیل سے تدلیس کرتے تھے) کہ یہ معنعن (عن والی) روایت ضعیف ہے''۔

(نور العنین صفحہ نمبر 138)

کتابی سکین:

امام یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) نے کہا: مدلس اپنی تدلیس (معنعن روایت) میں حجت نہیں ہوتا۔ (الکفایہ ص۳۶۲ و لفظہ: " لا یکون حجة فیما دلس " وسندہ صحیح)

لہذا سفیان ثوری رحمہ اللہ (جو کہ ضعفاء اور مجاہیل سے تدلیس کرتے تھے) کی یہ معنعن (عن والی) روایت ضعیف ہے اور صحیح احادیث کے مقابلے میں ضعیف کا وجود اور عدم وجود دونوں برابر ہیں۔

اور اس وجہ سے روایت کے ضعیف ہونے کا اقرار خود وہابیوں نے بھی کیا ہے، زبیر علی زئی کے رسالہ ''الحدیث شمارہ 7 صفحہ نمبر 21,22'' کی تخریج میں وہابی عالم نے خود اس وجہ سے کہ سفیان مدلس ہے اور ''عن'' سے روایت کر رہا ہے، اِس روایت کے ضعیف ہونے کا اقرار کیا ہے۔

کتابی سکین:

یعنی سیدنا وائل بن حجر سے مروی ہے کہ میں نے معیت نبوی (ﷺ) میں نماز پڑھی تو میں نے دیکھا کہ آپ نے بائیں ہاتھ پر داہنے ہاتھ کو رکھ کر اپنے سینے پر دونوں ہاتھوں کو رکھا یا باندھا (صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر: ۴۷۹ ج ۱ ص ۲۴۳)

عاصم سے اس کے راوی سفیان ثوری ہیں جو بڑے ثقہ وحجت امام (۳) ہیں اور امام سفیان ثوری سے اسے روایت کرنے والے مؤمل بن اسماعیل (۱) عدوی متوفی ۲۰۶ھ ہیں انھیں امام ابن معین واسحاق بن راھویہ نے مطلقاً ثقہ کہا ہے اور ان سے

(۳) بہت بڑے ثقہ وحجت امام ہونے کے ساتھ سفیان ثوری رحمہ اللہ مشہور مدلس ہیں دیکھئے ص ۱۶، اور یہ روایت عن سے بیان کر رہے ہیں، اصول حدیث میں یہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے لہذا یہ روایت سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، دیکھئے الحدیث: ۱ ص ۲۶

ہم یہاں بیان کرتے چلیں کہ سفیان درجہ دوم کا مدلس ہے اور درجہ دوم کے مدلس کی ''عن'' قابل قبول ہوتی ہے اگر چہ سماع کی تسریح نہ کرے۔

اور یہ بات ہم اپنی پوسٹ میں ثابت کر چکے ہیں اگر آپ وہ پوسٹ پڑھنا چاہیں تو اس لنک پر کلک کر کے پڑھ سکتے ہیں۔

https://zulqarnainalbarelvi.blogspot.com/2021/12/blog-post_16.html

تو جیسا کہ ثابت ہو چکا کہ یہ روایت وہابیوں کے اپنے گھڑے گئے اصولوں کے تحت ہی ضعیف ہے تو وہابیوں کو چاہیے کہ اپنے گھر کی گواہی کو مانیں۔

اب ہم اس کی اصل علت کی طرف آتے ہیں تو اس میں ایک راوی ''مؤمل بن اسماعیل'' ہے جو کہ کثیر الخطا راوی ہے، اور حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔

ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ:

''نوویں طبقہ کے صغار حضرات میں سے ''صدوق برے حافظے والا' راوی ہے''۔

(تقریب التہذیب جلد 2 راوی نمبر 7029)

کتابی سکین:

۷۰۲۹۔خت، قد، ت، س، ق۔مؤمل ''محمد کے وزن پر ہے'' ابن اسماعیل بصری، ابوعبدالرحمٰن:
مکہ مکرمہ فروکش ہونیوالا نوویں طبقہ کے صغار حضرات میں سے ''صدوق برے حافظے والا'' راوی ہے ۲۰۶ھ میں فوت ہوا۔

اور امام ذھبی نے بھی اس کے ترجمے میں اس پر جرح اور تعدیل نقل کی اور اس سے مروی ایک روایت کو منکر بھی کہا۔

''ابوحاتم نے اس پر بہت زیادہ غلطیاں کرنے کا حکم لگایا ہے، امام ابوزرعہ نے بھی کہا ہے کہ اس کی حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں پائی جاتی ہیں، ذھبی نے اس کی ایک منکر روایت کو بھی نقل کیا ہے، اور یحییٰ بن ابوکثیر سے مروی روایات پر بھی ضعف غالب ہونے کا حکم لگایا ہے''۔

(میزان الاعتدال جلد 6 راوی نمبر 8956)

کتابی سکین:

۸۹۵۶ ۔ موٴمل بن اسماعیل (س، ق، ت) ابوعبدالرحمٰن بصری

یہ حضرت عمر بن خطاب کی آل کا غلام ہے' یہ حافظ الحدیث ہے اور عالم ہے' تاہم غلطی کرتا ہے۔ اس نے شعبہ اور عکرمہ بن عمار سے جبکہ اس سے امام احمد' بندار' موٴمل بن یہاب اور ایک گروہ سے روایات نقل کی ہیں۔ یحییٰ بن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں: یہ صدوق ہے' سنت میں سخت تھا لیکن بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا۔ امام بخاری کہتے ہیں: یہ منکر الحدیث ہے۔ امام ابوزرعہ کہتے ہیں: اس کی حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ امام ابوداؤد نے اس کا ذکر کرتے ہوئے اسے عظیم قرار دیا ہے اور اس کی شان کو بلند قرار دیا ہے۔ اس کا انتقال مکہ مکرمہ میں رمضان کے مہینے میں 206 ہجری میں ہوا۔

اس راوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

هدم المتعة الطلاق والعدة والميراث.

''طلاق' عدت اور میراث نے متعہ کو منہدم کر دیا ہے''۔

یہ روایت منکر ہے' عکرمہ نامی راوی نے یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں اُن میں بھی ضعف غالب ہوتا ہے۔

اس روایت کو امام دارقطنی نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔

اب ہم وہابیوں کی طرف چلتے ہیں کہ ان کے علما کیا کہتے ہیں:

البانی ابن خزیمہ کی اس حدیث کی تخریج میں کہتا ہے کہ:

''اس کی اسناد ضعیف ہیں کیونکہ موٴمل بن اسماعیل کا حافظہ خراب تھا (پھر اپنے مسلک کو بچانے کے لئے لکھ دیا) لیکن حدیث صحیح ہے کیونکہ دوسرے طریق سے اس کا معنی مروی ہے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کی احادیث شاہد ہیں''۔

(صحیح ابن خزیمہ مراجعت البانی حدیث نمبر 479)

کتابی سکین:

مترجم
صحیح ابن خزیمة
مؤلف
إمام الأئمة أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري ۲۲۳ - ۳۱۱ ھ
تحقیق، تخریج، تعلیق، تقدیم
الدکتور محمد مصطفی الأعظمی حفظہ اللہ
جلد اول
مراجعت مع افادات
الشیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ
دار العلم ممبئی

صحیح ابن خزیمہ (جلد اول) — 443 — کتاب الصلاۃ

حَاذَتَا أُذُنَيْهِ، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَأَمْسَكَهَا...... ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ.

دیکھا کہ آپ ﷺ نے تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ وہ دونوں ہاتھ کانوں کے برابر ہوگئے پھر آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ لیا اور اس کو (مضبوط) پکڑ لیا...... آگے حدیث ذکر ہے۔

٤٧٩۔ اخبرنا ابو طاهر، نا ابو بكر، أخبرنا أَبُو مُوسَى، أخبرنا مُؤَمَّلٌ، أخبرنا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ:
صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ.

۴۷۹۔ ❶ (صابونی رحمہ اللہ کہتے ہیں) ہمیں ابو طاہر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں امام ابن خزیمہؒ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں ابو موسی نے وہ کہتے ہیں ہمیں مؤمل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں سفیان نے عاصم بن کلیب سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت وائل بن حجر سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں:
''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی (میں نے دیکھا کہ) آپ نے (تکبیر تحریمہ کے بعد) اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر (رکھ کر) اپنے سینے پر رکھا۔''

٩٠۔باب وضع بطن الكف اليمنى على كف اليسرى والرسغ والساعد جميعًا

۹۰۔ باب: دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پہنچے اور کلائی سب پر رکھنے کا بیان

٤٨٠۔ اخبرنا ابو طاهر، نا ابو بكر، أخبرنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، أخبرنا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، أخبرنا زَائِدَةُ، أخبرنا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ أَخْبَرَهُ، قَالَ: قُلْتُ:
''لَأَنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ.''

۴۸۰۔ ❷ (صابونی رحمہ اللہ کہتے ہیں) ہمیں ابو طاہر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں امام ابن خزیمہؒ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں محمد بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں معاویہ بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں ہمیں زائدہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں عاصم بن کلیب جرمی نے، وہ کہتے ہیں مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ انہیں وائل بن حجر نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ (جب میں مدینہ آیا تو) میں نے (اپنے جی میں) کہا:
میں رسول اللہ ﷺ کو ضرور دیکھوں گا کہ آپ ﷺ کیسے نماز پڑھتے ہیں۔ پس میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے تکبیر کہی، (اس کے لیے) دونوں ہاتھوں کو بلند کیا یہاں تک کہ وہ دونوں ہاتھ آپ ﷺ کے کانوں کے برابر ہوگئے پھر آپ ﷺ نے

❶ (اس کی اسناد ضعیف ہے کیونکہ مؤمل جو ''ابن اسماعیل'' ہے، اس کا حافظہ خراب تھا لیکن حدیث صحیح ہے کیونکہ دوسرے طریق سے اس کا معنی مروی ہے اور سینے پر ہاتھ رکھنے کی کئی احادیث شاہد ہیں۔ناصر)
❷ حافظ نے ''الفتح'' ۲۲۴/۲ میں ابن خزیمہؒ کی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کو نسائی ۹۸/۲ نے زائدہ کے طریق سے باب موضع الیمین من الشمال فی الصلوۃ میں تخریج کیا ہے۔

اب ہم وہابیوں کے ایک اور عالم عبد المنان نور پوری کی طرف آتے ہیں کہ اس نے کیا لکھا ہے اس حدیث کے بارے میں:

عبد المنان نور پوری کہتا ہے کہ:

''ابن خزیمہ والی یہ حدیث مؤمل بن اسماعیل کی وجہ سے ضعیف معلوم ہوتی ہے (اور پھر اپنے مسلک کو بچانے کے لیے لکھ دیا کہ) لیکن دوسرے شواہد کی وجہ سے اس میں قوت پیدا ہو چکی ہے (اور پھر البانی کا سابقہ قول نقل کر دیا)''۔

(مکالمات نور پوری صفحہ نمبر 528)

کتابی سکین:

پھر وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی فقط ابن خزیمہ والی حدیث میں سینے کا لفظ بھی موجود ہے اگر چہ ابن خزیمہ والی یہ حدیث مؤمل بن اسماعیل کی وجہ سے ضعیف معلوم ہوتی ہے لیکن دوسرے شواہد اور اس کے ہم معنی دوسرے طرق کی بنا پر اس میں قوت پیدا ہو چکی ہے اور اس کا ضعف جاتا رہا ہے۔ شیخ البانی ہی لکھتے ہیں:

''اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ لِاَنَّ مُؤَمَّلًا وَهُوَ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ سَيِّئُ الْحِفْظِ لٰكِنَّ الْحَدِيْثَ صَحِيْحٌ جَاءَ مِنْ طُرُقٍ اٰخَرَ بِمَعْنَاهُ وَفِي الْوَضْعِ عَلَى الصَّدْرِ اَحَادِيْثُ تَشْهَدُ لَهٗ''. (تعلیق صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۴۳)

''اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ مؤمل بن اسمٰعیل راوی سیئ الحفظ ہے لیکن یہ حدیث صحیح ہے اس معنی و مفہوم میں دوسری سندوں سے بھی آئی ہے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کی اور بھی کئی احادیث ہیں جو اس حدیث کی شاہد ہیں''۔

ہم نے اس حدیث کو وہابیوں کے اصول سے بھی ضعیف ثابت کیا اور اصولِ حدیث پر بھی ضعیف ثابت کیا اور پھر اس پر بھی وہابیوں کی گواہی دکھائی۔

حکم:

یہ حدیث مؤمل بن اسماعیل کی وجہ سے ضعیف ہے۔

....

سینے پر ہاتھ باندھنے کی تیسری روایت:

روایت کچھ یوں ہے کہ:

”عقبہ بن صہبان سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے (فصل لربک وانحر) کے بارے میں فرمایا کہ اس کا معنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے وسط پر رکھ کر ان دونوں کو سینے پر رکھنا ہے“۔

(سنن الکبریٰ بیہقی حدیث نمبر 2337)

سند:

”أخبرنا ابوبکر احمد بن محمد الحارث، أخبرنا ابو محمد بن حیان ابو شیخ، حدثنا ابو الحریش الکلابی، حدثنا شیبان، حدثنا حماد بن سلمہ حدثنا عاصم الجحدری عن ابیہ عن عقبہ بن صہبان کذا قال ان علیؓ“۔

علت:

اس روایت میں علت یہ ہے کہ اس میں ایک راوی ”ابو الحریش الکلابی“ مجہول ہے، اس راوی کے حالات ہمیں نہیں ملے اور نہ ہی اس کی توثیق ملی ہے۔

البتہ وہابیوں کے مولوی زبیر علی زئی نے اس پر جھوٹ بولنے کی کوشش کی کہ یہ راوی ثقہ ہے اور اس کا ترجمہ عام کتب رجال میں دیکھا جا سکتا ہے، اور یہ حدیث صحیح ہے لیکن اس کے اپنے مسلک کے عالم نے ہی اس کے اس جھوٹ کا پردہ فاش کر دیا۔

اس کی الحدیث شمارہ نمبر 7 کا صفحہ نمبر 32 ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر مکاری سے جھوٹ بولا اور اس کے اپنے مسلک کے عالم نے ہی اس کی چھترول کی۔

کتابی سکین:

ماہنامہ ''الحدیث'' حضرو | 32 | شمارہ:7

ابوالحریش سے اس حدیث کو امام ابوالشیخ بن حیان اصبہانی نے نقل کیا ہے ان کا ثقہ وثبت ہونا بہت واضح ہے عام کتب رجال میں ان کا ترجمہ دیکھا جا سکتا ہے امام ابوالشیخ کثیر التصنیف تھے ان کی کسی کتاب ہی سے اس حدیث کو امام بیہقی نے نقل کیا ہے مگر رسمی طور پر ابوالشیخ اور امام بیہقی کے درمیان ابوبکر احمد بن محمد فقیہ ہیں ظاہر ہے کہ یہ ثقہ ہیں۔

(۳) ابوالحریش کا ثقہ وصدوق ہونا ثابت نہیں ہے، ہماری تحقیق میں یہ روایت بلحاظِ سند ضعیف ہے جبکہ مولانا محمد رئیس ندوی حفظہ اللہ کی تحقیق میں یہ روایت یقینی طور پر صحیح ہے، واللہ اعلم

تو جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ زبیر علی زئی نے کس قدر چالاکی سے جھوٹ بولنے کی کوشش کی کہ اس کے حالات عام کتب رجال میں موجود ہیں لیکن پھر اسی کے مسلک کے عالم نے حواشی میں اس جھوٹ کا پردہ فاش کر دیا کہ

''ابوالحریش کا ثقہ وصدوق ہونا ثابت ہی نہیں ہے اور ہماری تحقیق میں یہ روایت بلحاظ سند ضعیف ہے''۔

تو ثابت ہوا کہ یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

اس کے بعد ایک بہت ہی عجیب کھیل کھیلتے ہیں وہابی کہ یہ روایت امام بخاری نے صحیح سند کے ساتھ ''تاریخ کبیر'' میں نقل کی ہے، اور اس میں یہ راوی ابو الحریش بھی نہیں ہے۔

سب سے پہلے ہم وہ روایت نقل کرتے ہیں:

کتابی سکین:

التاریخ الکبیر (عقبة) ق ۲ - ج ۳

۲۹۱۱ - عقبة بن ظبيان[۳]، قال موسى حدثنا حماد بن سلمة: سمع عاصما الجحدرى عن ابيه عن عقبة بن ظبيان: عن على رضى الله عنه: "فصل لربك وانحر" وضع يده اليمنى على وسط ساعده على صدره[٤]، وقال قتيبة عن حميد بن / عبد الرحمن عن يزيد بن ابى الجعد: عن عاصم الجحدرى عن عقبة من اصحاب على عن على رضى الله عنه: وضعها على الكرسوع.

اب بظاہر تو یہ روایت بلکل صحیح ہے لیکن اس کی اصل علت ان الفاظ کا غیر محفوظ ہونا ہے۔

اب اسی روایت کے حواشی میں دیکھیں:

کتابی سکین:

۲۹۱۱ – عقبة بن ظبيان[٣]، قال موسى حدثنا حماد بن سلمة : سمع عاصما الجحدری عن ابيه عن عقبة بن ظبيان : عن على رضى الله عنه : "فصل لربك و انحر" وضع يده اليمنى على وسط ساعده على صدره[٤] و قال قتيبة عن حميد بن / عبد الرحمن عن يزيد بن ابى الجعد : عن عاصم الجحدرى عن عقبة من اصحاب على عن على رضى الله عنه : وضعها على الكرسوع ·

و حيوة بن شريح و حرملة بن عمران (٣) و يقال : عقبة بن ظهير – قاله ابن ابى حاتم (٤) و فى الجرح و التعديل : وضع اليمين على الشمال فى الصلاة ، و لم يزد " على صدره " ·

٤٣٧

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ حواشی میں مکمل طور پر وضاحت کی گئی ہے کہ
''الجرح والتعدیل میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا ذکر ہے، اور سینے پر رکھنے کے یہ زائد الفاظ وہاں موجود نہیں'' (یعنی کہ یہ الفاظ غیر محفوظ ہیں)۔

(تاریخ کبیر جلد 6 عقبہ بن ظبیان کا ترجمہ)

اب ہم امام ابی حاتم کی الجرح والتعدیل میں دیکھتے ہیں کہ کیا واقعی وہاں پر ''علی صدرہ'' کے زائد الفاظ موجود نہیں؟

امام ابی حاتم کی الجرح والتعدیل جلد 6 صفحہ نمبر 313 کا کتابی سکین نیچے ملاحظہ فرمائیں۔

کتابی سکین:

كتاب الجراح والتعديل ۳۱۳ ج – ۳

باب الظاء

۱۷۳۹ – عقبة بن ظبيان ويقال عقبة بن ظهير روى عن على روى عاصم الجحدرى عن ابيه عنه سمعت ابى يقول ذلك ، قال ابو محمد اختلف حماد بن سلمة ويزيد بن زياد بن ابى الجعد فى هذا الحديث فقال حماد عن عاصم الجحدرى عن ابيه عن عقبة بن ظبيان عن على فى قوله عزوجل (فصل لربك وانحر) فقال وضع اليمين على الشمال فى الصلاة ،وروى يزيد بن زياد بن ابى الجعد عن عاصم الجحدرى عن عقبة بن ظهير عن على .

تو جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ واقعی یہاں سینے پر ہاتھ باندھنے کے زائد الفاظ موجود نہیں اور یہ الفاظ غیر محفوظ ہیں، اس لئے اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔

تیسری روایت کا حکم:

یہ حدیث ابوالحریش الکلابی (مجہول) کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔

سینے پر ہاتھ باندھنے کی چوتھی روایت:

روایت کچھ یوں ہے کہ:

"عاصم احوال ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اور وہ (شخص) حضرت انسؓ سے نبی ﷺ سے اِسی طرح روایت کرتے ہیں (یعنی کہ نبی ﷺ سے سینے پر ہاتھ باندھنا روایت کرتے ہیں)"۔

(سنن الکبریٰ بہیقی حدیث نمبر 2338)

سند:

"وقال، وحدثنا ابوالحریش الکلابی، حدثنا شیبان، حدثنا حماد، حدثنا عاصم الاحول، عن الرجل، عن انسؓ"۔

علت:

اس روایت میں ایک علت تو ابوالحریش کا مجہول ہونا ہے جس پر ہم اوپر بحث بیان کر چکے ،اور دوسری علت نا معلوم راوی (عن الرجل) کا موجود ہونا ہے، یہ شخص کون ہے؟ آیا ثقہ ہے یا نہیں، اور حضرت انسؓ سے سماع ثابت ہے یا نہیں؟

ان سب کے معلوم کیے بغیر اس روایت کو صحیح کہنا ممکن نہیں۔

حکم:

یہ حدیث ابوالحریش الکلابی (مجہول) اور ایک نامعلوم راوی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

....

تو ثابت ہوا کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی تمام روایات ضعیف ہیں۔اور اس باب میں ایک بھی روایت صحیح نہیں۔

اس لئے سینے پر ہاتھ باندھنا مکروہ ہے۔اور یہ میرا کہنا نہیں، بلکہ وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کا کہنا ہے۔

ابن تیمیہ کہتا ہے:

”فاما وضعهما على صدره،فيكره،نص عليه“۔

(کتاب صفۃ الصلاۃ صفحہ نمبر 69)

کتابی سکین:

شرح العمدة ٦٩

فأما وضعهما على الصدر، فيكره، نص عليه[٥]، وذكر عن أبي أيوب عن أبي معشر قال: يكره التكفير في الصلاة[٦]، وقال:

وضع اليدين على الصدر.

(٥) «الفروع» مع حاشية ابن قندس (٢/١٦٩).

تو ثابت ہوا کہ سینے پر ہاتھ باندھنا مکروہ ہے اور اس پر کوئی صحیح حدیث نہیں۔ کہ جس پر عمل کیا جا سکے۔

تو وہابیوں کو چاہیے کہ حق قبول کریں اور نماز میں ہاتھ ناف پر یا ناف کے نیچے باندھنا شروع کریں، جو کہ سنت سے ثابت ہے۔

وہابیوں کے چند جھوٹ

جھوٹ نمبر ا:

اب ہم وہابیوں کے چند جھوٹ نقل کریں گے جو انہوں نے اپنے باطل موقف کو چھپانے اور عام عوام الناس کو بیوقوف بنانے کے لیے بولے ہیں۔

پہلا جھوٹ وہابیوں کے امام ثناء اللہ امرتسری کا نقل کریں گے جو اس نے بخاری و مسلم کے نام پر بولا ہے۔

اس سے سوال ہوا کہ:

''نبی ﷺ زندگی تا وفات شریف نماز میں ہاتھ سینے پر باندھتے اور پھر رفع یدین کرتے اور آمین بالجہر فرماتے رہے یا نہیں؟''

تو اس نے جواب دیا:

''سینے پر ہاتھ باندھنے اور رفع یدین کرنے کی روایات بخاری و مسلم اور ان کی شروح میں

بکثرت ہیں''۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد 1 صفحہ نمبر 443)

کتابی سکین:

سوال: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندگی سے تا وفات شریف نماز میں ہاتھ سینے پہ باندھتے اور پھر رفع یدین کرتے اور آمین بالجہر فرماتے رہے یا نہیں الخ۔
جواب: سینے پہ ہاتھ باندھنے اور رفع یدین کرنے کی روایات بخاری اور مسلم اور ان کی شروح میں بکثرت ہیں ان دونوں فعلوں کو ناجائز کہنا صحیح نہیں۔ علمائے حنفیہ مثلاً مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم اور مولانا رشید احمد گنگوہی مرحوم بھی ان کے قائل تھے۔

جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس نے بخاری و مسلم میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی احادیث کثرت سے ہونے کا دعویٰ کیا ہے، تو اس کے ماننے والوں سے ہمارا مطالبہ ہے کہ بخاری و مسلم سے بکثرت تو دور ''ایک حدیث'' ہی دکھا دیں جس میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر ہو۔
اگر نہ دکھا سکیں تو مان لیں کہ وہابی عوام سے جھوٹ بول بول کر ان کو گمراہ کرتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۲:

وہابیوں کے نام نہاد علما وہابیوں کو کس قدر گھٹیا دھوکے دیتے ہیں یہ آپ اس بات سے اندازہ لگائیں گے۔

آپ نے اوپر صحیح ابن خزیمہ میں سینے پر موجود روایت پر البانی کا حکم دیکھا تھا جو کہ ''سند ضعیف'' کا حکم تھا، میں ایک بار پھر سے لگا دیتا ہوں۔

کتابی سکین:

(اس کی اسناد ضعیف ہے کیونکہ مؤمل جو ''ابن اسماعیل'' ہے، اس کا حافظہ خراب تھا لیک
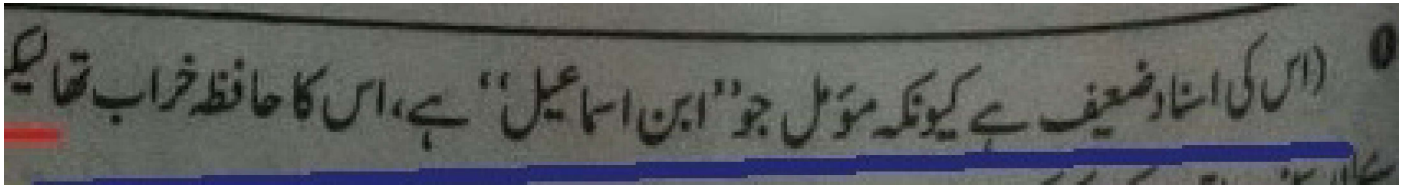
یہاں پر آپ دیکھ سکتے ہیں کہ واضح الفاظ میں سند پر ضعیف ہونے کا حکم لگایا ہوا ہے، لیکن اگر آپ ''انصار السنۃ'' سے پبلش کیے گئے نسخے کو پڑھیں تو آپ کو وہابیوں کا اس حدیث پر واضح جھوٹ نظر آئے گا۔

اس نسخے میں وہابیوں نے عام عوام الناس کو بیوقوف بنانے کی کوشش کی ہے، اور اس روایت پر ''اسنادہ صحیح'' (یعنی اس کی سند صحیح ہے) کا حکم لگایا ہے، جو کہ صریح جھوٹ ہے۔

کتابی سکین:
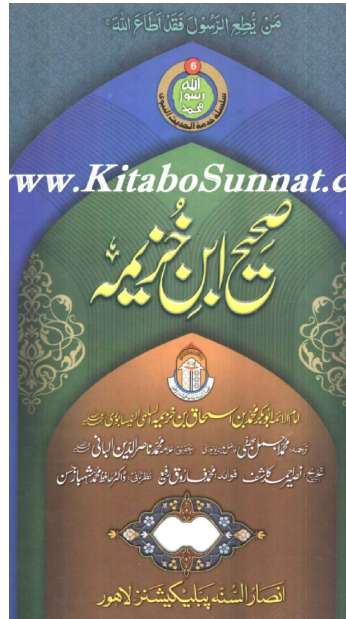
کتابی سکین:

٤٧٩۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ طَاهِرٍ ، نَا أَبُوْ بَكْرٍ ، نَا أَبُوْ مُوْسٰى ، نَا مُؤَمَّلٌ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ..........

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلَى صَدْرِهٖ.

’’حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔‘‘

(٤٧٩) اسناده صحيح: أحمد: ٣١٩/٤۔ والبيهقي: ٣٠/٢۔ رقم: ٢٣٣٦.

واضح الفاظ میں وہابیوں کے جھوٹ کا مشاہدہ کریں، کہ کس طرح لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، جو شخص اسماورجال سے واقف نہیں اس کے ذہن میں غلط تعلیمات ڈالی جارہی ہیں جو کہ فتنے کا سبب ہیں۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ فتنہِ وہابیہ سے بچنا چاہیے۔

جھوٹ نمبر۳:

جھوٹ نمبر۳ گزشتہ باب میں گزر چکا ہے، لیکن میں دوبارہ لگا دیتا ہوں تا کہ صحیح سے سمجھ سکیں۔
وہابیوں کا تیسر جھوٹ ابوالحریش راوی پر ہے، جو کہ زبیر علی زئی نے بولا اور پھر اس پر اپنے مسلک کے لوگوں سے ہی چھترول کروائی۔
زبیر علی زئی، مجہول راوی ابوالحریش کے بارے میں لکھتا ہے کہ:
''ابوالحریش سے اس حدیث کو امام ابوالشیخ بن حیان نے نقل کیا ہے، ان کا ثقہ وثبت ہونا بہت واضح ہے عام کتب رجال میں ان کا ترجمہ دیکھا جا سکتا ہے''۔

(الحدیث شمارہ 7 صفحہ نمبر 32)

کتابی سکین:

ماہنامہ ''الحدیث'' حضرو — 32 — شمارہ:7

ابوالحریش سے اس حدیث کو امام ابوالشیخ بن حیان اصبہانی نے نقل کیا ہے ان کا ثقہ وثبت ہونا بہت واضح ہے عام کتب رجال میں ان کا ترجمہ دیکھا جا سکتا ہے امام ابوالشیخ کثیر التصنیف تھے ان کی کسی کتاب ہی سے اس حدیث کو امام بیہقی نے نقل کیا ہے مگر رسمی طور پر ابوالشیخ اور امام بیہقی کے درمیان ابوبکر احمد بن محمد فقیہ ہیں ظاہر ہے کہ یہ ثقہ ہیں۔

زبیر علی زئی کے مقلدین کو ہمارا چیلنج ہے کہ اسماورجال کی کسی کتاب میں اس راوی کے حالات دکھا کر زبیر کو بچالیں۔

الحمداللہ ہم نے ثابت کیا کہ نماز میں مرد کے لئے ہاتھ باندھنے کے صرف دو ہی درست مقامات ہیں، پہلا ناف کے نیچے باندھنا اور دوسرا ناف کے اوپر باندھنا۔

اور سینے پر ہاتھ باندھنے کی تمام روایات سخت ضعیف ہیں اور یہ مکروہ عمل ہے، اور جن شواہد کی بات وہابی کرتے ہیں وہ بھی صحیح سند سے ثابت نہیں بلکہ وہ بھی ان کا جھوٹ ہے۔

تو وہابیوں کو بھی چاہیے کہ حق کو قبول کریں اور اپنے نام نہاد علما کی اندھی تقلید نہ کریں۔

ختم شد

☆..☆